ASL, 121 — Bijli fees ke Barey Men Chand Haqaiq (Urdu) (05 Pages) Govt Press Srinagar

ASL-122 — Hazrat Bahuddin Naqshband ki Alamgir Shakhsiyat
حضرت بہاالدین نقشبند کی عالمگیر شخصیت
Bazm-i-Naqshbandiya
1974 — 24 Pages.

ASL-123 — Falsafa Miraj فلسفہ معراج
Pirzada Badruddin (Muslim Youth Federation)
1397 H — 1977 AD
Mercantile Press Srinagar
16 Pages

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ھو القاسم

سلسلۂ اشاعت نمبر ۲۵

ٹریکٹ نمبر ۱

حضرت سید السادات قطب الطریق غوث الخلائق امام الاولیا خواجہ خواجگان سید ابی محمد بہاء الدین نقشبند البخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کی

عالمگیر شخصیت

شائع کردہ

"بزم نقشبندیہ"

مجلس تحقیقات نشریات اسلام جموں و کشمیر سرینگر

تاریخ اشاعت ۳ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۷۳ء

قیمت مفت

تعداد ۱۰۰۰

بقلم اسد اللہ انزی مرخانیار

حضرت سید السادات خواجہ نقشبند رح
کی عالمگیر شخصیت

ایچ ۔ ایم بشیر احمد

الحمد للہ وکفی باللہ ۔ امابعد

تاتاری انقلاب سے عالم اسلام کو ایسا حادثہ پیش آیا جسکی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملے گی ۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب تاتاری حملہ آوروں کا حملہ جو مور و ملخ کی طرح مشرق سے بڑھتے ہوئے سارے اسلام پر چھا گیا ۔ اس انقلابی اور خون ریز واقعہ کا سبب سلطان وقت علاؤ الدین محمد خوارزم شاہ کی بظاہر ایک غلطی جو اسکی بے تدبیری اور نا اہلی کی وجہ سے سرزد ہوئی تھی ۔ کیونکہ اس نے پہلے اپنی فوجی طاقت سے تاتاری تاجروں کو قتل کرادیا جو سلطان کے ملک میں تجارت کے لئے آئے تھے ۔ اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ۔ تو عین وقت پر چنگیز خان نے اس حقیقت کو دریافت کرنے کے لئے ایک وفد خوارزم بھیجی جس کی قیادت چنگیز خان کا ایک سفیر کررہا تھا ۔ جونہی یہ وفد خوارزم پہنچا تو سلطان نے سفیر معہ اراکین وفد کو قتل کردیا ۔ جب یہ خبر چنگیز خان نے سنی تو وہ برافروختہ ہوا اور اس نے منظم ہو کر کافی فوج ساتھ لیکر خوارزم کی شاہی سلطنت پر حملہ کرنے کے بعد پھر پورے عالم اسلام پر حملہ کردیا ۔ جب تاتاریوں نے اسلام کے مشرقی ممالک کو اپنے زد میں لایا ان اسلامی ممالک میں سب سے پہلے انہوں نے سرزمین بخارا پر حملہ

کیا۔ اور بخارا کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ شہر کی آبادی ویران ہوئی۔ کوئی بھی زندہ نہیں بچا پھر سمرقند کو ویران کیا اور یہاں کی آبادی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہی حشر عالم اسلام کے مشہور شہروں رئے ہمدان، زنجان، بخدوان، سماس، قزوین، تاتا شقند، مرو، نیشاپور، خوارزم وغیرہ کا ہوا۔ اس دوران شاہ خوارزم جو عالم اسلام کا واحد فرمانروا اور طاقتور سلطان تھا۔ تاتاریوں کے خوف سے بھاگا پھرتا تھا اور تاتاری اسکے تعاقب میں تھے یہاں تک کہ شاہ خوارزم کی ایک نامعلوم جزیرہ میں موت واقع ہوئی۔ تاتاری یورش عالم اسلام کے لئے ایک بلائے عظیم تھی جس سے دنیائے اسلام کی دیواریں ہل گئیں۔ مسلمان مبہوت و ششدر رہ گئے۔ ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک ہراس اور یاس کا عالم طاری تھا تاتاری کے ظالم نظام نے مسلمانوں کے منہ کو بند کر دیا تھا اور جو مسلمان کوئی بھی آواز اٹھاتا تھا اسکی آواز جواب خنجر سے دیا جاتا تھا

یہ حالت چنگیز خان کے مرنے کے بعد بھی رہی۔ کیونکہ ان کے جانشینوں نے بھی ایسا ہی رول ادا کیا جیسے ان کے قائد نے کیا تھا۔ تاتاریوں کا یہ انقلابی پر آشوب کے اثرات قریباً ساتویں صدی تک رہا۔ جس سے سارے عالم اسلام کا نظام مسخ ہوا تھا خاص کر بخارا کا۔ یہ وہی بخارا ہے جو علم و ادب کا مرکز تھا اور ساتویں صدی تک یہ شہر ظلم کی چکی میں پیسا جا رہا تھا اور اگرچہ اسلام کی تاریخ میں ترقی و تنزل کے بہت سے ادوار گذر چکے ہیں مگر آخری تنزل علوم اسلام تاتاریوں کے حملہ سے آیا اسکی نظیر مل نہیں سکتی چنگیزی

ختم ہونے کے بعد بھی سرزمین ترکستان خاص کر بخارا کے سلطنت
پر ایسے بادل چھائے تھے کہ علم محض چند تقلیدی و رسمی امور کا نام
رہ گیا جو عبا پوشی اور دستار بندی پر ختم ہوتا تھا۔ تحقیقی جگہ
تقلیدی جمود نے لی۔ علم کی جگہ بے علمی نے لی تھی۔ غرض تم جسقدر غور و
فکر اور تاریخ کی ورق گردانی کروگے۔ تو بہ آپکو بخوبی معلوم ہوگا کہ چنگیزی
دور کے ختم ہونے کے باوجود بھی ان کے انقلابی اور خون ریزی کے آثار
ابھی موجود ہی تھے جسکی تصدیق اس بات سے ہوتی ہے کہ ساتویں
صدی میں سرزمین ترکستان میں علم و ادب کی روح فنا ہوگئی تھی اور جو
کچھ اس صدی میں فضلا وہاں پر پائے جاتے تھے وہ بھی چاروں
طرف حیرت سے دیکھ رہے تھے لیکن کچھ کرنے سے معذور تھے اور
حقیقتاً ان کے دلوں پر ابھی دہشت و خوف تھا۔ تحقیق و جستجو
کا دروازہ بند ہوگیا علمی ترقی رک گئی تھی۔ اور وہ ولولہ، ذوق علم
ختم ہوگیا تھا جو چنگیزی دور سے پہلے تھا۔ وہاں کے علم و عمل کا تذکرہ
اور سیدیر البیا کا ری ضرب لگا تھا جیسے قتیبہ بن مسلم فاتح اعظم
حضرت طارق حجاج بن یوسف وغیرہ مجاہدین حریت اسلام کا نظام ختم
ہوا جس کے لئے وہ دنیا میں مبعوث ہوئے تھے۔ ترکستان میں وہ
حالت پیدا ہوئی تھی کہ مسلمان صرف نام کا مسلمان رہا تھا اور چند
خواص موجود تھے جیسے حضرت ابو یوسف حضرت مولانا ظہیر الدین
حضرت حمید الدین، حضرت امیر حسین، حضرت سید السادات امیر کلال
حضرت بابا سماسی مولانا عارف وغیرہ بزرگان دین ضرور موجود تھے
اگرچہ انہوں نے ہر جگہ اسلام کی اشاعت کے لئے عظیم قربانی

دی۔ لیکن تو بھی ان کو غیر معمولی سی کامیابی حاصل ہوئی۔ مگر اسکے
باوجود بھی عرصہ دراز تک ترکستان کی حالت ابتر رہی۔ اور
بندگان خدا جہاں فتنہ و فساد میں مصروف رہے وار دوسری طرف
مسلمانوں پر حملے ہوئے اور آہستہ آہستہ لوگ پھر سے کفر و شرک
میں مبتلا ہو گئے۔ سلسلہ محمود یہ جسکا سرگروہ شیخ محمود ترکی تھے اس نے
لوگوں میں سجدۂ تعظیم طواف پیر بیعت کے وقت مرید کو سجدہ
شیخ کی تعلیم دیتا تھا۔ غرض کہ اس نے ایسے بدعات اور مشرکانہ
افعال کو جاری کیا جو سراسر شریعت محمدی کے خلاف تھا۔ عین اس
وقت غیرت الٰہی نے جوش کھایا اور مسلمانوں نے ایسے نفوس
زکیہ پیدا کئے جو اس بات کے لئے تیار ہو گئے کہ دین کے مٹتے ہوئے
نشانات شریعت کے غیر معروف طریق کو از سر نو صاف و واضح کریں
اور اسلام کا بھولا ہوا سبق از سر نو یاد دلا جائے توحید و اخلاص
کا مضبوط پرچم اللہ کے بندوں کے لئے پھر لٹکا یا جائے جس کے ہوتے
ہوئے نہ گمراہی کا خوف ہوا اور نہ ذلت کا خطرہ۔ انھی پاکباز نفوس
میں خداوند عالم نے ساتویں صدی میں احیاء ملت کے واسطے ایک جلیل
القدر بزرگ حضرت خواجہ سید ابی محمد بہاء الدین نقشبند البخاری
رضی اللہ تعالیٰ کا آفتاب ولایت ۳ محرم الحرام سنہ ۷۲۹ھ طلوع ہوا۔ اور
جوان ہوتے ہی اس نے اپنا سارا وقت ملک و قوم کی بہتری کے لئے صرف
حضرت خواجہ نقشبند مشکلکشا نور اللہ مرقدہا کا سلسلہ نسب
بائیس واسطوں سے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
پر منتہی ہوتا ہے۔ بچپنا سے آپ اعلیٰ ہمت اور بلند حوصلگی

کے ساتھ تحصیل علم میں مشغول ہو گئے۔ عبادت و مجاہدات کی طرف
روحانی کشش کے باوجود آپ نے تحصیل علم میں قناعت اور زہد
سے کام نہیں لیا اور ہر علم کو آپ نے باکمال استادوں اور صاحب
فن عالموں سے حاصل کیا اور اس میں پوری دستگاہ پیدا کی۔ علم
طریقت کی تعلیم قطب الاولیاء شیخ الکرام حضرت سید السادات
خواجہ میر کلاہ (کلال) سے حاصل کی۔ اور ان کے ہی دست مبارک پر
بیعت کر کے سلسلہ صدیقیہ میں داخل ہوئے۔ یہ سلسلہ قدامت کے
لحاظ سے سب سے پہلے ہے اور سرزمین ترکستان میں قائم ہوا۔ اور
اس کے سب سے زیادہ مشہور بزرگ خواجہ محمد انالیوی رضی اللہ تعالیٰ
عنہ ہیں۔ لیکن اسکو مقبول عام بنانے کا شرف حضرت خواجہ بزرگ
ابی محمد بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مقدر ہو چکا تھا انہی کے بعد یہ سلسلہ
نقشبندیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس سلسلہ کے پیر اعلیٰ حضرت
سیدنا امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کی شان
یہ ہے کہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق۔ پس آپکی نسبت الا
اعتقاد رکھنے سے شریعت اور طریقت دونوں کی تکمیل ہوتی ہے۔ علاوہ
ازیں اس طریقہ نے تمامی اصول و فروع میں اتباع سنت و اجتناب
بدعت بدرجہ کامل ہے یعنی اصحاب کبار کا سا لباس ہے۔ انکی سی
معاشرت۔ ویسے ہی اذکار و اشغال۔ وہی محاسبہ نفس اور ہر
دم کی حضوری۔ وہی آداب شیخ ویسی ہی ریاضت اور فیضان
کثیر اور کمالات ولایت کے علاوہ کمالات نبوت کی بھی تعلیم نہ
اس میں چلہ کشی ہے نہ ذکر بالجہر نہ سماع بالمزامیر نہ ہجوم عورت نہ

سجدۂ تعظیمی نہ سر کا جھکانا نہ طواف آستان نہ قبور پر بوسہ دینا نہ توحید وجودی و دعویٰ انا الحق و ہمہ اوست نہ مریدوں کو پیروں کی قدم بوسی کی اجازت نہ مریدہ عورتوں کی ان کے پیروں سے بے پردگی کا

کیا سلسلوں میں سلسلہ نقشبند ہے ‏ ‏ ‏ جو نقشبند ہے وہ یقیناً حق پسند ہے
جس کو حصول سلسلہ نقشبند ہے ‏ ‏ ‏ واللہ ارجمند ہے وہ ارجمند ہے
طالب کو استواری ایمان ہے نصیب ‏ ‏ ‏ جسکے سبب سے مرتبہ اسکا دو چند ہے
جولانگہ شریعت غرا میں دیکھئے ‏ ‏ ‏ کس زور کی قیام سے ان کا سمند ہے
ایوان معرفت کی ترقی کے واسطے ‏ ‏ ‏ سب سے سوار سلسلے ہیں انکے کمند ہے

۲۰ سال کی عمر شریف میں تحصیل علم کو تکمیل کیا اور ظاہری و باطنی تعلیمی تکمیل کے بعد ۲۲ سال کی عمر شریف میں اصلاح و ارشاد کی طرف متوجہ ہوئے اور سرزمین بخارا کے مدرسہ دار العلوم بخارا میں تدریس اور وعظ دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے لفظوں میں خدا نے ایسا تاثیر بخشا تھا۔ کہ لوگوں پر ایسی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ کہ وہ محو ہوتے تھے۔ چند سال ہی میں لوگ جوق در جوق وعظ سننے کے لیے آنے لگے اور لوگوں کا ہجوم اس قدر ہوتا تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ ملتی تھی۔ جب آپنے لوگوں کو صحیح اسلامی تعلیم سے آراستہ کیا۔ تو ترکستان کے بہت سے علماء آپکی مخالفت کرنے کے لیے کمربستہ ہوئے لیکن آپنے ان حوادث کا مردانہ وار مقابلہ کیا بلکہ ان کے بدعتی عزائم کی بیخ کنی کیلئے مصیبتیں اور مصائب برداشت کئے اور بالآخر اپنے نیک مقاصد میں قدرت کی امداد ظاہری و باطنی سے کامیاب و کامران ہوئے۔ آپ کی محنت نے ترکستان میں نہ صرف اسلام کا ڈنکا بجنے

رگا۔ بلکہ آپ نے قوم میں ایک نئی روح بھی پھونک دی۔

بھٹکے ہوؤں پر نظر رنگ خضر بنا دیا ۔ سلجھا ہوا تھا کس قدر تیرا دماغ رہبری
تیرے سخن سے دب گئے لاف و گزاف کفر کے ۔ تیرے نفس نے سرد کی گرمی مہر خاوری

غرض حضرت خواجہ بزرگ نے اسلام کے مردہ جسم میں حیات دوت عطا فرما دی۔ شرک و بدعات کی جگہ توحید و سنت تقلید و جمود کی جگہ تحقیق و تفتیش نے لی۔ یہاں کسی ایک رسم و بدعت کا کیا ذکر ہے جسے آپ نے ختم نہ کر دیا۔ ابتداء سے انتہا تک رسوم و بدعات کا غلبہ تھا۔ کلمۂ توحید سے لیکر نماز، روزہ، حج وغیرہ تمام فرائض بدعات و بیجا رسوم کے معدن و مخزن بنے ہوئے تھے تصوف جو اسلام کا ایک زندہ جاوید چیز ہے اس کا اصل مقصد بدعات اور مشرکانہ افعال سے ختم ہو چکا تھا۔ یعنی کوئی کام سنت کے مطابق نہیں کیا جاتا تھا۔ کسی رسم و عمل کو شرعی کسوٹی پر پرکھنے کی ضرورت نہ سمجھی جاتی تھی۔ اس پاک نفس نے وعظ و نصیحت سے مسلمانوں کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا۔ توحید پر جو زنگ شرک چڑھ گیا تھا۔ سنت پر جو بدعت کا گرد و غبار تھا۔ اسے صاف کر کے صحیح اسلامی تعلیم خلق خدا کے روبرو پیش کیا۔

حضرت آنجناب نے اصلاح و تحقیق، اخلاق و ادب، سخاوت و ایثار کا باب کھولا اور عوام الناس کو اس سے روشناس کیا۔ ان کی ہمت اور جوانمردی سے طلب حق کے متلاشی ان کے گرد جمع ہو گئے۔ اور ہر طرف تشنگان علم، شیفتگان حق و صدق کا اچھا خاصا ہجوم ہو گیا۔

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ آنجناب
نے دین حق کے لئے کفر وشرک بدعات اور مشرکانہ افعال کا
خم ٹھونک کر مقابلہ کیا اور اسلام کے پرچم کو ترکستان کی
سنگلاخ زمین پر کچھ زمین پر کچھ اس مضبوطی سے ایستادہ
کیا کہ انشاء اللہ المنان یہ پرچم قیامت تک لہراتا رہیگا

حضرت خواجہ بزرگ رح سلسلہ نقشبندیہ کے جرنیل
تھے اور ترکستان کے مجاہدین اسلام کے بانی تھے۔ آپ نے
ایک ایسا نظام قوم وملک کے سامنے پیش کیا جو بدعت اور مشرکانہ
افعال سے پاک تھا اور اس مفکر اعظم قائد حقیقت کاروان
اسلام نے ہر ایک قدم شریعت کے مطابق چھوڑا اور اپنی زندگی
کو شریعت کا پابند قرار دیا۔ متابعت سنت کی اس قدر پیروی
کی کہ ایک لمحہ بھی اسکے خلاف کوئی حرکت نہ ہوئی اور قوم کے
لیئے اکل حلال اور صدق مقال اور اتباع سنت کا ایسا
خاکہ پیش× کردہ نظام کو جو عین مطابق قرآن اور سنت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ قبول کرکے اس پر عمل درآمد ہوئے
لوگوں کے دلوں میں ایک جذبہ اور ولولہ پیدا ہوا جس سے تمام
اطراف ترکستان کانپ اٹھے۔ اگرچہ اب چنگیز خان موجود نہیں تھا
لیکن اس دور کے جو اثرات ابھی بھی موجود تھے۔ انہیں ختم
کیا۔ اور ان کے جانشینوں کو ایسا سبق دیا جس سے کبھی بھی فراموش
نہیں کرسکتے آپ نے ہر جگہ اور ہر شہر میں لوگوں کو ہدایت دی
کہ وہ فتنہ وفساد سے باز رہے اور دین اسلام کی تعمیر کے لئے

× اور فرزندان توحید نے اسکے ۔ ہے کیا جو مٹانے سے بھی مٹ نہیں سکتا

کام کریں اور بدعات سے دور بھاگیں۔ آپ نے جامع الفاظ
ہی لوگوں میں اس بات کا اعلان کیا کہ
"اے مسلمانو خدا ایک ہے، رسول بھی ایک ہے۔ قرآن آپ کے
لئے زیور ہے۔ جب ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
میرے سلسلہ کے پیر اعلیٰ حضرت صدیق اکبر رض نے غیر اللہ مدد نہیں
مانگی تو آپ کس طرح ایسے بدعات کو رواج دیتے ہو جو سراسر
اصول نبوی ص کے خلاف ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ سارے بدعات
سے دور بھاگو اور دین اسلام میں کسی بدعت کو رائج نہ کرو
اور یہ بھی میں کہتا ہوں کہ ہمارے سلسلہ کو ایسے بدعت اور
مشرکانہ افعال سے لبس نہ کرو جس سے آنے والے نسل میں ہماری
قدر و منزلت گھٹ جائیگی اور میرا سلسلہ تو ہے وہ بدعت اور لا
لادینی کو مٹانے آیا کہ بدعت پھیلانے اگر آپ نے میرا سلسلہ میں
کوئی بدعت اختیار کی تو میں آپکی ترقی ظاہری و باطنی کے لئے
خدا کی بارگاہ میں دعا نہ کروں گا۔ کیونکہ میں خدا کے قریب ہوں اور
میری ہر دعا بارگاہ الٰہی میں قبول ہوتی ہے
حضرت خواجہ بزرگ نے ہر جگہ پر ایسی ہی آواز
بلند کی اور جہاں بھی جاتے تھے اور لوگوں میں ایسا تبلیغ دیتے
تھے جو مطابق قرآن اور احادیث نبوی ہوتا تھا۔ آپ نے اشاعت
اسلام کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو علم دین حاصل کرنے کے علاوہ
اقتصادی حالت بہتر بنانے کی طرف بھی متوجہ کیا۔ آپ کا خاص
مقصد یہی تھا کہ اسلام کو زینت ملے اور اشاعت اسلام کو

کو اتنی قوت ملے کہ وہ گرد غبار جو چنگیزی دور سے ترکستان پر چھا یا گیا تھا۔ ختم ہو جائے اور آپ کے ہمہ گیر دعوت سے اسلام کو نئے سرے سے رونق اور زین میں تازگی آئے۔ مسلمانوں کے دل باغ باغ اور دشمنوں کے دل داغ داغ ہو جائیں۔

ہر طرف سنت نبوی کی دھوم
ہیں مروج چار سو دینی علوم

از فروغ علم تفسیر و حدیث
ہو گیا محبوس شیطان خبیث

ہے بہار سنت نبوی کا جوش
ہے جہاں میں نغمۂ دین کا خروش

جھومتی ہیں ڈالیاں کس شوق سے
مست گل ہیں اور غنچے ذوق میں

پڑھ رہا ہے نکہت باغ نبی
پتی پتی سے عیاں ہے تازگی

ہے زباں پر بلبلوں کی مرحبا
اور گلوں کا قہقہہ صلی علیٰ

حضرت خواجہ نقشبند مشکلکشا قدس اللہ سرہ نے ایسے کارنامہ کو انجام دیا ہے۔ جس سے انہوں نے نہ صرف بنی نوع انسان کو سمجھانے کی حتی المقدور کوشش کی۔ بلکہ ان کی حیات معنوی کے بارے میں مختلف مسائل پر ایک گہری نظر ڈالی۔ آپ اس بارے میں صرف قرآن اور حدیث کو معیار مانتے تھے۔ آپ اپنے تقاریر میں قرآن مجید کی آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو صحیح طور پر استعمال کرتے تھے۔ مشہور صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ کے اقوال زریں کو اس علمی اور عملی انداز میں لوگوں کے سامنے پیش کرتے تھے۔ جس سے ان کے مقام اور مرتبہ ولایت کا یقین ہو جاتا تھا آپ نے بروقت ان تعلیمی باتوں کو جو قرآن اور حدیث سے میل نہیں کھاتی تھی۔ ان کو رد کرنے کے لیے

بڑی حکمت، تدبیر، علمی بلاغت و فصاحت کی مثالیں پیش کرتے تھے اور آپ کے پُر تاثیر اور آفرین بخش مواعظ سے نہ صرف سرزمین ترکستان بلکہ اس کے گرد و نواح سارے اسلامی ممالک کو ایک عظیم الشان روحانی ادبی نفع پہنچایا۔ ہزاروں انسانوں کی زندگی میں ایک روحانی تبدیلی پیدا ہو گئی اور لوگ اس بات پر آمادہ ہوئے کہ انہوں نے آپ سے مسلسل اصلاح و تربیت کی ضرورت محسوس کی۔ اور اس غرض سے لوگ جوق در جوق آتے تھے اور تربیت و اصلاح حاصل کر کے اپنا وقت اشاعت دین کے علاوہ باقی وقت یاد خدا میں گذارتے تھے۔

آپ کے اس عظیم دینی تبلیغ کا یہ راسخ نتیجہ ہے کہ لوگوں نے علمی ذمہ داریاں محسوس کر کے مدارس کے ذریعہ اپنے اندر اصلاح و تربیت کا ایک ایسا جوہر حاصل کیا جس سے ان کے اندر ایک نئی دینی زندگی نیا نظم و ضبط اور روحانی قوت پیدا ہوئی۔ اور جس سے ان کے اندر ایک نئی دینی زندگی نیا نظم و ضبط اور روحانی قوت پیدا ہوئی۔ اور جس سے انہوں نے ابدی زندگی حاصل کی۔

حضرت خواجہ نے یقیناً مردہ دلوں کو زندہ کیا اور ان کے دلوں پر توحید کا ایسا نقش بٹھایا جو مٹنے سے بھی مٹ نہ سکا۔ خدائے برحق نے آپ کو ایسی جرأت عطا فرمائی تھی کہ آپ کے قدم کبھی بھی ڈگمگا نہ جاتے تھے۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میدان میں اکھڑ جاتے تھے
نقش توحید کا ہر دل پر بٹھایا آپ نے
زیر خنجر بھی یہ پیغام سنایا آپ نے

حضرت خواجہ کی مقبولیت اور عظمت کی وجہ سے آپ
کے دورِ حیات میں لاکھوں انسانوں نے آپ کے طریقہ نقشبندیہ
سے فائدہ اٹھا کر ایمان، اخلاق، روحانی قوت اور اسلامی
قوت سے آراستہ ہوئے۔ آپکے بعد آپ کے خلفاء اور باکمال
اہل سلسلہ نے تمام ممالک اسلامیہ میں دعوت الی اللہ اور تزکیہ
ایمان کا یہ سلسلہ جاری رکھا جس سے فائدہ اٹھانے والوں
کی تعداد اللہ تعالیٰ کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

حضرت خواجہ بزرگ اس طریقہ علیہ سے جو بعد
میں سلسلہ نقشبندیہ سے مشہور ہوا ہے اس سلسلہ کی خصوصیات
کمالوں کو اگر لکھا جائیگا تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی یہاں
پر اختصار سے ناظرین کے لئے کچھ خصوصیات درج کی جاتی ہیں

"اس بلند طریق کے سرحلقہ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ ہیں
جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام بنی آدم
سے افضل ہیں اور اسی اعتبار سے اس طریق کے بزرگ واروں
کی عبارتوں میں آیا ہے کہ ہماری نسبت تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ
ان کی نسبت جس سے مراد خاص حضور اور آگاہی ہے۔ بعینہ حضرت
سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نسبت اور حضور ہے جو تمام

آگاہیوں سے بڑھ کر ہے اور اس طریق میں نہایت اسکی ابتدا میں مندرج ہے۔

حضرت سید السادات خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو ابتداء میں درج کرتے ہیں ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

ترجمہ قیاس کرے گلستان سے تو بہار میری۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ جب دوسروں کی انتہا ان کے ابتدا میں مندرج ہوئی۔ تو پھر ان کی انتہا کیا ہوگی نیز جب دوسروں کی نہایت وصول بحق ہے پھر ان کو حق سے آگے کہاں تک سیر میسر ہوگا۔ حالانکہ لیس وراء العباد ان شویتہ جزیرہ عبادان کے آگے اور کوئی گاؤں نہیں) مثل مشہور ہے تو میں اس کے جواب میں کہتا ہوں کہ "اس طریقہ علیہ کی نہایت اگر میسر ہو جائے وصل عریانی ہے جس کے حاصل ہونے کی علامت مطلوب کے حاصل ہونے سے نا امیدی کا حاصل ہونا ہے۔ پس اس سے سمجھ لے کیونکہ ہمارے کلام وہ اشارہ ہیں جن کو خواص بلکہ اخص میں سے بہت تھوڑے سمجھتے ہیں۔ اس دولت کے حاصل ہونے کی علامت اس واسطے بیان کی ہے کہ اس گروہ میں سے بعض نے وصل عریانی کا دم مارا ہے اور بعض مطلوب کے حاصل ہونے سے نا امیدی کے قائل ہو گئے ہیں۔ لیکن اگر دونوں دولتوں کا جمع ہونا ان کے پیش کیا جائے۔ تو نزدیک ہے ان کے جمع ہونے کو جمع ضدین خیال کریں اور محالات کی قسم سے

جاہیں۔ وہ جماعت جو وصل کا دعویٰ کرتی ہے یا اس کو عرفان جانتی ہے اور وہ گروہ جو یاس کے مدعی ہیں وصلی کو عین فصل خیال کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ بلند مرتبہ تک نہ پہنچنے کی علامت ہے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ اس عالی مقام کا ایک پرتو ان کے باطن پر چمکا ہے۔ جس کو بعض نے وصل خیال کیا ہے۔ اور بعض نے یاس اور یہ تفاوت ہر ایک گروہ کی استعداد سے پیدا ہوتی ہے ایک گروہ کی استعداد کے مناسب وصل ہے اور دوسرے گروہ کی استعداد کے مناسب یاس (تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں (مکتوبات مجدد الف ثانیؒ)

حضرت خواجہ بزرگ فرماتے ہیں

"کہ جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور جانا گیا۔ یہ سب اسکا غیر ہے۔ کلمہ لا سے اسکی نفی کرنی چاہیئے۔ آیندہ جو کچھ ظاہر ہو اسکی نفی کریں۔ کہ وہ حق تعالیٰ وراء الورا ہے اور اثبات کی جانب میں کلمہ مستثنیٰ کے تکلم کے سوا کچھ ملحوظ ہیں نہ ہو۔ اس طریقت کے بزرگواروں کا طریق یہی ہے

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ والتزم متابعہ المصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوات والتسلیمات انتھا و اکمھا سلام ہو اس شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلا اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم پکڑا۔ (بحوالہ مکتوبات مجدد الف ثانی رح)

عزلت اور گوشہ نشینی کے بارے میں خواجہ نقشبند فرماتے

ہیں کہ ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت
میں آفت ہے اور صحبت سے مراد موافقان طریقت کی صحبت
نہ کہ مخالفان طریقت کی صحبت۔ کیونکہ ایک کا دوسرے میں فانی
ہونا صحبت کی شرط جو بغیر موافقت کے میسر نہیں ہوتا۔ اور
مریض کی عیادت سنت ہے۔ اور مریض کی عیادت سنت
ہے۔ اگر اسکا مریض کا کوئی شخص خبرگیر ہے اور اسکی بیمار
پرسی کرتا ہے ورنہ اس بیمار کی بیمار پرسی واجب ہے۔ جیسے کہ
حاشیہ مشکوٰۃ میں کہا۔ اور نماز جنازہ میں حاضر ہونے کے لیے
کم از کم چند قدم جنازہ کے پیچھے چلنا چاہیے۔ تاکہ میت کا
حق ادا ہو جائے۔ اور جمعہ و جماعت و نماز پنجگانہ اور نماز عیدین
پر حاضر ہونا ضرورت اسلام سے ہے ان سے چارہ نہیں۔
٦ور باقی اوقات کو تبتل و انقطاع میں بسر کریں۔ لیکن چاہیے
کہ اول نیت کو درست کریں اور گوشہ نشینی کو دنیا کی کسی
غرض سے آلودہ نہ کریں۔ اور حق تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ باطنی
جمعیت کے حاصل ہونے اور لاطائل اور بے فائدہ اشتغال
سے بچنے کے سوا عزلت سے اور کچھ مقصود نہ ہو اور نیت
کے درست کرنے میں بڑی احتیاط کریں۔ البتہ ہو کہ اسکے ضمن
میں کوئی نفسانی غرض پوشیدہ ہو اور نیت کے درست کرنے
میں التجاء و تضرع و عجز و انکسار بہت کریں۔ تاکہ نیت کی حقیقت
میسر ہو جائے اور سالک استخارہ ادا کر کے درست نیت
کے ساتھ عزلت اختیار کریں۔ امید ہے کہ بڑے بڑے فائدے

اس پر مرتب ہوں گے (بحوالہ مکتوبات) سماع کے بارے
میں خواجہ بزرگ رح نے فرمایا۔
کہ میں نہ یہ کام کرتا ہوں اور نہ ہی انکار کرتا ہوں یعنی یہ کام
خاص طریق کے منافی ہے۔ اس لئے نہیں کرتا۔ اور چونکہ اس کام
کو دوسرے مشائخ کرتے ہیں۔ اس لئے انکار بھی نہیں کرتا لکل
وجهة هو موليها ہر ایک کے واسطے ایک نہ ایک جہت
ہے جسکی طرف وہ اپنا منہ کرنے والا ہے (تذکرہ از سیاہی مکتوبات
مجدد الف ثانی وغیرہ) طریقہ علیہ نقشبندیہ کی تعریف کرتے
ہوئے خواجہ نقشبند قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے
کہ "ہمارا طریقہ سب طریقوں سے زیادہ قریب ہے لیکن
سنت کو لازم پکڑنا بہت مشکل کام ہے (طوبی لمن
لوسنل جہم تنذی بھد لھم راستہ اختیار کیا) مولانا
جامی قدس اللہ سرہ نے فرمایا ہے

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند — کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را
از دل سالک رہ جاذبہ صحبت شاں (۱) — مے برد وسوسۂ خلوت و فکر چلہ را
قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن و قصور — حاش للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند — روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

ترجمہ۔ عجیب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبندی کہ لیجاتے ہیں پوشیدہ
حرم تک قافلہ کو
دل مالک کے جذبہ ان کی صحبت اور الفت کا
مٹا دیتا ہے یکدم فکر خلوت اور چلے کا

× مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے ان کے ساتھ وسیلہ پکڑا اور ان کی ہدایت کا

اگر کور نظر کوئی لگائے طعن ان کو
نہ لاؤں میں کبھی اپنی زبان پر اس گلے کو
یہاں کے شیر سب باندھے ہوئے سلسلے ہیں
نہیں حیلے سے روبہ توڑ سکتی سلسلے کو

خواجہ بخارا نے فرمایا۔

کہ ہم فضلی یعنی فضل والے ہیں بیشک سچ ہے جب تک فضل نہ ہو دوسروں کی نہایت اسکی ہدایت میں کس طرح مندرج ہو ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ بڑے فضل والا ہے۔ خواجہ بزرگ فرماتے ہیں

کہ اہل اللہ فنا و بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے آپ ہی میں دیکھتے ہیں اور جو کچھ پہچانتے ہیں اپنے آپ میں پہچانتے ہیں۔ اور ان کی حیرت اپنے وجود میں ہی ہے

حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوبات تحریر فرماتے ہیں۔ کہ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگواروں کا کمال تمام کمالات سے بڑھ کر ہے اور نسبت ان کی مراد حضور ذاتی خدا گوا ہے اور ان سب باتوں سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ ان کا طوں کے طریقہ میں نہایت۔ ابتداء میں درج ہے

اور ہر بزرگوار نے امر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے

صحابہ کرام کے پیرو ہوں۔ کیونکہ صحابہ کرام کو نبی برحق صلی
اللہ علیہ وسلم کی پہلی صحبت میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا تھا
جو دوسروں کو انتہاء میں بھی بمشکل حاصل ہو سکتے اور یہ بات
ابتداء میں انتہا درج ہونے کے سبب سے ہے

پس جس طرح ولایت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام پیغمبروں
اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایتوں سے بڑھ کر ہے
اس طرح ان بزرگواروں کی ولایت بھی تمام اولیاء قدس سرہم
کی ولایتوں سے بڑھ کر ہے اور کس طرح بڑھ کر نہ ہو جبکہ ان
کی ولایت حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب
ہے۔ ہاں کامل مشائخ میں سے بعض افراد کو یہ نسبت حاصل
ہوئی ہے لیکن وہ بھی حضرت صدیق اکبر کی ولایت سے
اقتباس ہے جیسے کہ حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ نے اس
حدیث دوام کی خبر دی ہے اور حضرت سیدنا صدیق اکبر رض کا
جبہ شیخ ابو سعید رض کو پہنچا ہے جیسے کہ صاحب نفحات نے
نقل کیا ہے اور اس طریقہ اور طریقہ علیہ نقشبندیہ کے
بعض کمالات کے اظہار سے غرض یہ ہے کہ طالبوں کو
اس طریقہ علیہ کی طرف رغبت پیدا ہو ورنہ کجا میں اور کجا
ان بزرگوں کے کمالات کا بیان مولانا رومی رح مثنوی میں
فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ فرمادیں مکتوبات مجدد الف ثانی)

شرح او حیف است با اہل جہاں ہمچو راز عشق باید در نہاں
لیک گفتم وصف او تا رہ برند پیش از آں کز فوت آں حسرت خورند

نامناسب ہے یوں اسکا بیان مثل راز عشق چاہیئے نہ کہاں
لیک کہدی وصف تا پائیں وہ راہ اور اسکے موت سے مذہب نہ آؤ

بہر حال حضرت خواجہ نقشبند مشکلکشا جامع کمالات
کے مالک تھے۔ اور ایک طویل مدت تک عالم دنیا کو اپنے
کمالات ظاہری و باطنی سے مستفید کر کے اور لوگوں میں
روحانیت رجوع الی اللہ کا عالمگیر ذوق پیدا کر کے
۳ ربیع الاول سنہ ۷۹۲ھ میں ۶۳ سال کی عمر میں ظاہری طور
وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور ان کا روضہ
مبارک سرزمین ترکستان میں آج بھی مرجع خلائق ہے

ضروری استدعا

اراکین بزم کے استدعا پر ہم اس ٹریکٹ کو عرس مبارک پر شائع
کرتے ہیں۔ وقت کی کمی کے پیش نظر ہم کتابت کی کاپی کو پڑھ نہ سکے
ممکن ہے کہ اس میں کچھ غلطیاں ہونگی۔ اس لئے حدف ملامت بنانے
کی کوشش نہ کریں۔ فقط۔

سیکریٹری

اعلان بزم

عقیدت مندان اور شائقین سلسلہ نقشبندیہ

کو یہ سن کر خوشی ہوگی کہ "درِ عرفان" یعنی سوانح حیات
خواجۂ خواجگان سید السادات امام الاولیاء حضرت
خواجہ بزرگ سید محمد بہاء الدین نقشبند البخاری رضی
اللہ عنہ مصنف جناب ایچ ایم شبیر احمد صاحب جو اس
وقت سلسلۂ ترتیب کی آخری دور سے گذر رہا ہے کے
سلسلہ اختتام تک بزم نقشبندیہ مجلس تحقیقات نشریات
اسلام جموں و کشمیر سری نگر نے دوسرے اشاعتی
پروگرام ملتوی کردیے ہیں اور ساری توجہ سوانح حیات
کو جلد از جلد شائع کردینے پر مرکوز کردی ہے
یہ ضخیم کتاب تقریباً چار سو پانچ صفحات پر مشتمل
ہوگی۔ اور صاحب مصنف نے برابر چار پانچ سال تک آنجناب
کے سوانح حیات پر اپنی علمی فصاحت، بلاغت، ہمت، گرم
جوشی اور اخلاص سے تحقیقات کرکے تصنیف فرمائی ہے۔ اس
کتاب میں خواجہ بزرگ کے تمام حالات محققانہ انداز میں
درج کئے گئے ہیں۔ اس لئے اہل عقیدت حضرات سے

التماس ہے کہ وہ اس کارِ خیر میں بزمِ نقشبندیہ کی مدد فرماویں کیونکہ حضرت نقشبندؒ کی سوانح حیات کی آج بھی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی اس وقت تھی جبکہ وہ لبساطِ کائنات پر جلوہ گر تھے۔ ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ اس سلسلہ صاحب ثروت اور اہل علم بھی تعاون فرمائیں

خاک پائے اولیاء
غلام محی الدین کول بی۔ ایس۔ سی
سیکرٹری بزمِ نقشبندیہ

بزم نقشبندیہ کی تصنیفات

۱۔ عرفان حصہ اول قیمت ایک روپے
۲۔ عرفان حصہ دوم " تین روپے
۳۔ مختصر سوانح حیات حضرت خواجہ بزرگ " دو روپے
۴۔ بخارا سے کشمیر تک " تین روپے
۵۔ سلسلہ نقشبندیہ ایک نظر میں " ایک روپیہ

تصنیفات جو زیر طبع ہیں

۱۔ تذکرہ در عرفان قیمت ۱۲ روپے
۲۔ تذکرہ نقشبندیہ قیمت ۱۸ روپے
۳ سوانح حضرت سید السادات خواجہ معین الدین نقشبندی قیمت ۲ "
۴۔ حضرت سید السادات امیر کبیر میر سید علی ہمدانی کی شخصیت ایک نظر میں قیمت ۷ روپے